صعالیک

شعرائے جاہلیت کا ایک نرالا طبقہ

از: مولانا عبدالحلیم ندوی ایم اے۔ صدر شعبۂ عربی جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ نئی دہلی

شعرائے جاہلیت کے معروف ومشہور طبقات میں اکثر وہ ہیں جو عام طور سے اپنے خاندان۔ قبیلہ اور سماج سے نہ صرف متعلق رہے تھے بلکہ ان کے قابل ذکر فرد بھی ان شعراء میں قابل ذکر اصحاب المعلقات اصحاب المجمہرات وغیرہ ہیں جنھیں عربی داں طبقہ عام طور سے جانتا ہے۔ یہ لوگ اپنے قبیلوں کے رسم رواج قوانین اور ریت کو مانتے۔ ان پر فخر کرتے اور ان کے گن گاتے تھے جس کی وجہ سے یہ شعراء" اپنے قبیلوں اور خاندان کی آنکھ کا تارا اور اپنے معاشرہ کے معزز و محترم اور بھاری بھرکم اشخاص بن کر چکے اور اس کی وجہ سے باہر کی دنیا میں بھی بڑی وقعت اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ لیکن آج ہم شعرائے جاہلیت کے ایسے طبقہ کا ذکر کرتے ہیں جو مذکورہ بالا شعراء کے طبقوں سے بالکل مختلف۔ نرالا اور اپنے انداز و اطوار میں بالکل اچھوتا ہے اور شاید عربی زبان وہ واحد سامی زبان ہے جس میں اس قماش کے شعراء کا طبقہ پایا جاتا ہے اور یہ طبقہ ہے "صعالیک الشعراء" یا "خانماں برباد شعرا" کا طبقہ۔

صعالیک کون تھے "صعلوک" کے لغوی معنی ہیں "مفلس وقلاش" کے[1] ادبی اصطلاح میں "صعلوک" اس مفلس وقلاش کو کہتے ہیں جو ایک طرف اپنی غربت وافلاس

---

[1] "الصعلوك" الفقير الذي لا مال له وقد تصعلك الرجل - اذا كان كذلك لسان العرب طبعة بولاق سنه ۱۳۰۳ھ -

کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہوا اور دوسری طرف اپنی عزتِ نفس و شرفِ ذات کو برقرار رکھنے اور اپنی حیثیت اور وجود کو ثابت کرنے اور اپنی قوت کو حاصل کرنے میں لگا رہتا ہو۔"[1]

"صعالیک الشعراء" یا خانماں برباد شعراء وہ منچلے آزاد منش سخت جان و سخت کوش نوجوان شعرا "تھے جن میں سے اکثر کے عزیز و اقارب خاندان قبیلہ سب کچھ تھا لیکن انھوں نے ان سب سے یا تو از خود یا مجبور ہو کر رشتہ توڑ لیا تھا اور صحرا نوردی اور قتل و غارت گری اپنا پیشہ بنالیا تھا اور تن بتقدیر و جان بتدبیر زندگی گزارتے تھے اور اس طرح ساری زندگی فاقہ مست اور خانماں برباد رہتے۔ اس دنیا میں سوائے ان کے اپنے ہم جنسوں کے نہ ان کا کوئی یار تھا نہ مددگار نہ دوست نہ غمگسار اور اسی کسمپرسی اور خانماں بربادی کی حالت میں مرگئے۔

صعلوک بننے کی وجہ

یہ نوجوان "صعالیک" کیسے بن گئے؟ اس کے مختلف اسباب تھے جیسا کہ معلوم ہے بدوی عرب معاشرہ میں اقتصادی بدحالی اور معاشی تنگدستی کی وجہ سے قتل و غارت گری اور لوٹ مار کی وبا عام تھی۔ ہمارے ان شعراء میں سے بعض کو قدرت نے بڑی طاقت و توانائی اور بڑا عزم و حوصلہ دے رکھا تھا۔ اس عزم و حوصلہ اور طاقت و توانائی کی جولان گاہ بالکل اسی طرح محدود تھی جس طرح ان کا معاشرہ۔ چنانچہ ان کو قدرت کی بخشی ہوئی ان طاقتوں کو صالح اور پاک مقصد حیات پر لگانے کا موقع نہ مل سکا۔ پھر معاشرہ میں جرم و سزا کا نہ کوئی واضح ضابطہ اور مقرر قانون تھا اور نہ انھیں نافذ کرنے کا کوئی ایسا فعال ادارہ جو انھیں خوفِ سزا یا پاداش عمل کے تازیانے سے اپنی توانائیوں کو غلط راستے پر لگانے سے روک سکتا۔ چنانچہ ان کے یہ بلند حوصلے اور ابھرتی ہوئی توانائیاں غلط راستے پر لگ گئیں اور انھوں نے اپنا پیشہ قتل و غارت گری رہزنی اور لوٹ مار بنالیا۔ جب ان کے جرائم اتنے بڑھ گئے کہ ان کے خاندانوں کی عزت و آبرو پر حرف آنے لگا اور وہ ان کے جرائم کا تاوان دیتے دیتے تھک گئے اور اب اس کی سکت نہیں رہ گئی کہ ان کی ناعاقبت اندیشیوں کی مزید سزا بھگت

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے "الشعراء الصعالیک" لدکتور حسین عطوان۔ شائع شدہ مجلۃ العربی ماہ اکتوبر ۱۹۷۱ء

سکیں اور اسی کے ساتھ ان کی جان کی بھی حفاظت کرسکیں تو انھوں نے عاجز آکر ایسے نوجوانوں کو "برادری سے باہر" کردیا۔ ایسے شخص کو اصطلاح میں "خلیع"[1] یا "طرید"[1] کہتے تھے جب کسی کے متعلق خلیع یا طرید ہونے کا اعلان کردیا جاتا تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ اب یہ شخص اس خاندان یا قبیلہ کا فرد نہیں رہا۔ اس لیے اس کے کسی فعل یا عمل کا ذمہ دار اس کا خاندان یا قبیلہ نہیں۔ اب اگر کوئی اسے کسی جرم کی سزا میں مار ڈالے تو خاندان اس کے خون کا مطالبہ نہیں کرے گا اور قاتل سے "ثار" یعنی خون کے بدلے خون کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ اور اس طرح ایسے آدمی کا خون "ہدر" یعنی مباح ہوجاتا۔ ظاہر ہے جب کوئی اس طرح برادری سے باہر ہوجاتا تو اس کو ہر وقت اپنی جان کا خطرہ رہتا اور کوئی قبیلہ یا شخص اس کو اپنے یہاں پناہ دینے پر تیار نہ ہوتا۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ ایسا شخص مجبور ہوکر صحراؤں اور پہاڑوں کے دامنوں میں پناہ لیتا۔ جہاں اس کے ساتھی جنگلی جانور یا اس کے ہم جنس خلعاء یعنی برادری باہر نوجوان ہوتے اور قتل وغارت گری اور رہزنی سے اپنی زندگی چلاتا۔

ان میں سے بعض کے صعلوک ہونے کا سبب یہ ہوا کہ باپ کے مرجانے یا خاندان کی سخت معاشی تنگدستی کی وجہ سے قبیلہ نے ان سے آنکھیں پھیرلیں اور سخت تکلیف و پریشانی کے عالم میں بچپنے کے دن گزرے یا کسی معرکہ میں گرفتار ہوکر فاتح قبیلہ کے یہاں غلامی اور ذلت کی زندگی گزاری اور جب جوان ہوتے اور عزت نفس خودداری اور خودی نے گوش وہوش کی آنکھیں کھولیں اور اپنے انجام کو دیکھا تو اس قبیلہ اور خود اپنے قبیلہ کے خلاف نفرت و بغاوت کا سخت جذبہ پیدا ہوگیا اور غلامی و ذلت کی ساری زنجیریں توڑ کر صحراؤں اور بیابانوں کی راہ لی۔ اور یہاں فطرت کی آغوش میں خود مختاری و خودداری اور خودی کی زندگی گزارنے لگے کیوں کہ خود بقول شنفری:

وفی الأرض منأیً للکریم عن الأذی وفیہا لمن خاف القلی متحول

[1] خلیع برادری یا ٹاٹ باہر شخص جسے سب نے چھوڑ دیا ہو۔ طرید۔ دھتکارا ہوا شخص۔ بھگایا ہوا شخص۔

یعنی۔ "چمن میں آہ کیا رہنا جو ہو بے آبرو رہنا"

ان صعالیک کا خیال تھا کہ اس معاشرہ کے لوگ بڑے خود غرض مطلب پرست اور چھوٹے دل ودماغ کے لوگ ہیں۔ ہمارے ایسے اولوالعزم حوصلہ مند نوجوان ان کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ اس لئے ہم نے جنگلی جانوروں اور درندوں کو اپنا خاندان بنالیا ہے کیوں کہ یہ انسانوں کے مقابلہ میں زیادہ قابل بھروسہ ہیں وہ دوسروں کے راز افشا نہیں کرتے اور اگر ان کا کوئی فرد جرم کر بیٹھے تو اسے دوسروں کے حوالے نہیں کرتے اور یہ قابل اعتماد افراد خاندان ہیں ایک "سید عملس" یعنی بڑا خوفناک بھیڑیا "دوسرا" ارقط زہلول " یعنی دھاری دار چکنا چیتا اور تیسرا "عرفا جیئل" یعنی بدبودار بجو یہ ہیں ہمارے خاندان کے افراد اور ہم انھیں کے ساتھ خوش ہیں۔ شنفری ان کی ترجمانی کرتے ہوئے کہتا ہے۔

ولی دونکم أھلون سید عملس وأرقط زھلول وعرفا جیئل
ھم الرھط لا مستودع السر شائع لدیھم ولا الجانی بما جر یخذل

مگر یہ افراد خاندان اپنی فطری مجبوریوں کی وجہ سے ہم دم ودمساز اور مرنے جینے کے ساتھی نہیں ہو سکتے۔ اس لیے ہم نے ہر حال میں ساتھ دینے والے اپنے تین جگری دوست بھی پیدا کئے ہیں اور وہ ہیں ایک۔ بیباک اور نڈر دل۔ دوسرے سفید چمچاتی ہوئی تیز تلوار اور تیسرے پیلے رنگ کی ایک لمبی کمان:

ثلاثة أصحاب، فؤاد مشیع وأبیض إصلیت وصفراء عیطل

یہ صعالیک یہ سمجھتے تھے کہ اگر آدمی صرف اپنے اوپر بھروسہ کرلینا سیکھ لے تو پھر اس کے لیے خدا کی زمین تنگ نہیں ہے جیسے شنفری نے اپنی زبان میں یوں کہا ہے:

لعمرك ما فی الأرض ضیق علی امرئ سری راغباً أو راھباً وھو یعقل
ملک خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست۔

اور اس خاندان اور اپنے ان تین جگری دوستوں کے ساتھ یہ نوجوان صحراؤں میں